بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۴

خطبہ نمبر ۳۰

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم چہارشنبہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴/۱۹	۱۱ ظہور ۱۳۴۴ ہش ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ ۱۱ اگست ۱۹۶۵ء	نمبر ۱۸۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

- محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب -

ربوہ ۱۰ اگست بوقت ½۷ بجے صبح

کل بھی حضور کو نقاہت کی تکلیف رہی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تہذیب کے اصول اخلاص، صدق، اور توحید ہیں

یہ اصول سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں نہیں مل سکتے

عمدہ وضع قطع میں دسترس حاصل کرنے، سیر و سیاحت میں قوم کے افراد کے مشغول رہنے، لنڈن ہو آنے وغیرہ کو آج کل تہذیب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جب کسی قوم میں یہ باتیں ہوں تو اسے ایک مہذب قوم کہتے ہیں۔ یہ ذکر ایک صاحب نے حضرت اقدسؑ کی مجلس میں کیا۔ اس پر آپؑ نے فرمایا:۔

"جس قوم میں راستی کا پیار نہیں، اعمال میں للّٰہیت نہیں، اور ریاکاری اور خود پسندی ان کا شیوہ ہے اسے مہذب نہیں کہہ سکتے۔ تہذیب کے اصول اخلاص، صدق، اور توحید ہیں وہ سوائے اسلام کے اور کسی دوسرے مذہب میں نہیں مل سکتے۔ عیسائیوں کو اخلاص کا بڑا ناز ہے مگر ان کی عبادات دیکھو اسی میں گند ہے۔ کوئی عمل ہو اس میں ریاکاری ضرور ہے۔ حالانکہ خُلق وہ ہے جو للّٰہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اس پر ایمان اور نوعِ انسان کی خدمت۔ یہ باتیں خُلق کی ہیں لیکن یہاں خدا کی جگہ تو ایک یسوع نامی کو دے دی گئی ہے اور مخلوق کے ساتھ جو معاملہ ہے وہ ظاہر ہے۔ بات یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کو شناخت ہی نہیں کیا تو اس پر نظر رکھ کر کسی کی خدمت کیا کر سکتے ہیں؟ جیسے خُلق کا برتاؤ بہت مشکل ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک قوے کو برمحل برتا جاوے اور خدا سے ڈر کر وہ اپنی حد پر رہیں۔ لیکن ایمان کے سوا یہ باتیں حاصل نہیں ہوتیں۔ ثواب اس کو ملتا ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈر کر گناہ کو چھوڑتا ہے یا اس کو راضی کرنے کی محنت برداشت کر کے ایک نیکی کو کرتا ہے۔ اور جب تک یہ نیت نہیں ہوتی تب تک ہرگز ثواب نہیں ملتا۔ اگرچہ وہ کام بذاتِ خود نیک ہی ہو۔ ہندو لوگ بتوں کی خاطر کیا کیا کرتے ہیں کتنی محنتیں اٹھاتے ہیں مگر وہ سب کی سب رائیگاں جاتی ہیں" (البدر یکم جولائی ۱۹۰۴ء)

اخبار احمدیہ

- مجلس انصار اللہ ربوہ کا اجلاس عام بروز جمعرات بتاریخ ۱۲ اگست بعد نماز مغرب گول بازار ربوہ میں منعقد ہوگا۔ سب اراکین انصار اللہ ربوہ اس میں شامل ہو کر مستفید ہوں۔ (زعیم اعلیٰ انصار اللہ ربوہ)

- حضرت مولوی محمد دین صاحب بخشی ناظر تعلیم "فارسٹ ڈیل" کوہ مری سے رقم فرماتے ہیں:

"ان تمام بزرگان و احباب کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ازراہ ہمدردی میرے بیٹے عبداللہ مرحوم کی وفات پر تعزیت کے خطوط ارسال فرمائے۔ اور نیز جنہوں نے مختلف مقامات سے میرے عزیزوں سے مل کر بھی اظہار ہمدردی کیا ہے۔ خاکسار اس قابل نہیں ہے کہ بذریعہ تحریر ہر ایک کا شکریہ ادا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ اور میری شامتِ اعمال سے مجھے اور میرے عزیزوں کو محفوظ رکھے۔ اور ہم سب کا انجام بخیر کر دے۔ آمین"

- مجلس خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع ۲۳-۲۴-۲۵ اخاء ۱۳۴۴ ہش (اکتوبر ۱۹۶۵ء) کو منعقد ہوگا۔ اجتماع کے دوران حسب سابق شوریٰ کا اجلاس بھی ہوگا۔ قائدین مجالس شوریٰ میں پیش کی جانے والی تجاویز کو مجلس عاملہ مقامی کے اجلاس میں پیش کرنے اور کثرت رائے سے منظور ہونے کے بعد مرکز میں ۱۰ ستمبر سے پہلے پہلے بھجوا دیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

- مکرم جناب نور احمد صاحب سنوری کی اہلیہ صاحبہ راولپنڈی میں شدید طور پر بیمار ہیں۔ ان کی حالت تشویشناک ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مسعود احمد بسمل نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ پر صحیح معنوں میں توکل کرو اور کبر و غرور کی بجائے عجز و انکسار کو اپنا شعار بناؤ

جو شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے خدا اس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۳ء — بمقام ناصر آباد سندھ

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

سورۂ فاتحہ وہ دعا ہے

جسے ہر مسلمان (جو اپنے آپ کو اسلامی تعلیم پر عمل پیرا کرنے کی کوشش کرتا ہے) دن میں ۳۰۔۴۰ مرتبہ ہر روز پڑھتا ہے۔ کم سے کم فرائض اور سنن موکدہ (یعنی وہ سنتیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ضرور پڑھا کرتے تھے۔ اور اپنے متبعین کو پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے) ملاکر ایک مسلمان دن میں ۳۰۔۳۵ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے۔ یعنی چار رکعتیں فجر کی اور ۱۲ ظہر کی ملاکر ۱۶ ہوئیں اور پھر عصر کی ملاکر ۲۰ اور ۵ مغرب اور ۹ عشاء کی یہ کل ۳۴ رکعتیں ہوئیں۔ لیکن اگر ظہر کی سنتیں بجائے چار چار کے دو دو پڑھی جائیں تو چار رکعتیں کم ہوکر ۳۰ ہو جائیں گی۔ اس طرح گویا ۳۰ سے ۳۴ دفعہ ایک مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ وہ سورۂ فاتحہ پڑھے اور اگر فرائض اور سنن کے علاوہ وہ نوافل بھی پڑھے تو پھر جیسا موقعہ ہوگا اس تعداد میں زیادتی ہو جائے گی۔ مثلاً

رمضان میں تراویح

پڑھی جاتی ہیں۔ اگر انسان آٹھ تراویح پڑھے یا ۸ تراویح پڑھے تو ۳۸ دفعہ سے ۴۸ دفعہ تک سورۂ فاتحہ پڑھے گا۔

غرض جس نے نماز پڑھی اس کو ۳۴ دفعہ یا کم از کم ۳۰ دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھنی پڑتی ہے اور اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ سوائے اس کے کہ اسے سورۂ فاتحہ نہ آتی ہو۔ مگر ایک مسلمان کے لئے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ مجھے سورۂ فاتحہ نہیں آتی۔ ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ سیکھے۔ اگر یہ حالت ہو کہ اسے آ ہی نہ سکتی ہو تو علیحدہ بات ہے۔ مثلاً ایک شخص بڈھا ہو اور اس کی عقل ماری گئی ہو یا آخری عمر میں وہ اسلام لایا ہو یا پاگل ہو یا بچہ ہو تو ایسے معذوروں کو الگ کر کے باقی سب کے لئے لازمی ہے کہ ۳۰ سے لے کر ۴۸ مرتبہ تک سورۂ فاتحہ کو نمازوں میں دوہرائے اس صورت میں ایک مومن خدا کے حضور کھڑے ہوکر علاوہ اور باتوں کے

دو باتیں اپنی طرف سے

کہتا ہے۔ یہ دو باتیں اس کے دو دعوے ہوتے ہیں جو خدا تعالے کے حضور کھڑے ہوکر کرتا ہے۔ باقی باتیں دعوے نہیں ہوتے بلکہ یا تو وہ حقائق بیان کرتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے۔ اس میں وہ خدا تعالے کے متعلق ایک واقعہ بیان کرتا ہے اس کا اپنا کوئی کام نہیں۔ اسی طرح الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین یہ سب

واقعات اور حقائق

ہیں اور یا پھر وہ خدا تعالے سے مانگتا ہے مثلاً کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم کہ اے خدا ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ یہ بھی اس کا اپنا کام نہیں۔ وہ اپنی طرف صرف دو دعوے منسوب کرتا ہے اور کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ان دو دعوؤں کے سوا سورۂ فاتحہ میں انسان کی طرف سے اور کوئی دعوےٰ نہیں۔ مثلاً خدا تعالے کی ربوبیت کا اقرار ہے۔ سو انسان کہے نہ کہے اللہ تعریف والا ہے وہ کہے نہ کہے اللہ رحمٰن ہے۔ وہ کہے نہ کہے اللہ رحیم ہے۔ وہ کہے نہ کہے اللہ مالک یوم الدین ہے۔ اس کے نہ کہنے سے

خدا کی ربوبیت

میں کوئی فرق نہیں آتا۔ وہ اگر نہ کہے کہ تو رحمٰن ہے۔ تو اس کی رحمانیت میں کیا فرق پڑ جائے گا۔ خدا تعالے کے بادل اسی طرح برسیں گے جس طرح پہلے برستے تھے اس کا سورج بدستور چڑھتا رہے گا۔ اس کی ہوا بغیر روک کے چلتی رہے گی۔ انسان کے ہاتھ جن سے وہ پکڑتا ہے اس کے کان جن سے وہ سنتا ہے اس کے پاؤں جن سے وہ چلتا ہے۔ اس کی آنکھیں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ غرضکہ باقی سب اعضاء جن سے وہ کام لیتا ہے وہ اس نے کہیں سے خریدے نہیں بلکہ

مفت ملے ہیں

اگر کوئی اس سے پوچھے کہ ایک مٹی کا ڈھکنا زیادہ قیمتی ہے یا ہاتھ تو کوئی پاگل ہی ہوگا جو یہ کہے گا کہ مٹی کے ڈھکنے کی قیمت زیادہ ہے۔ یقیناً ہر عقلمند یہی کہے گا کہ ہاتھ زیادہ قیمتی ہے۔

گورنمنٹ کے قانون

میں بھی ایسا ہی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ کاٹ دے یا پاؤں یا ناک وغیرہ کاٹ لے تو گورنمنٹ اس کاٹنے والے کو قید کرتی ہے۔ اور اگر اتفاقی حادثہ سے مثلاً موٹر کی ٹھوکر وغیرہ سے کسی عضو کو نقصان پہونچ جائے۔ تو جیسی اس مجروح کی حیثیت ہوتی ہے اس کے حسب حالات نقصان پہنچانے والے سے ہرجانہ دلایا جاتا ہے۔ بہرحال گورنمنٹ کے نزدیک بھی ہاتھ اور پیر کی قیمتیں ہیں جن کی وجہ سے بعض حالات میں زخمی کرنے والے کو قید میں ڈالا جاتا ہے اور

اتفاقی حادثہ میں

مجروح کی حیثیت کے مطابق بعض دفعہ ہزار بعض دفعہ دو ہزار بلکہ پچاس پچاس ہزار روپے تک ہرجانہ دلایا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایک ڈاکٹر ہو جس کی آمد ہزار بارہ سو روپیہ ہو اور کوئی شخص اتفاقی حادثہ سے اس کا ہاتھ یا پاؤں توڑ دے۔ تو اس ڈاکٹر کو ہزار دو ہزار روپے ہرجانہ دلانا کافی نہیں ہوگا بلکہ اس کے

گزارہ کے مطابق

دلایا جائے گا۔ عدالت کہے گی کہ جبکہ یہ شخص بے کار ہوگیا تو اب یہ اپنے بیوی بچوں کو کس طرح کھلائے گا۔ اس لئے ایسی صورت میں پچاس پچاس ہزار بلکہ لاکھ لاکھ روپیہ تک ہرجانہ دلا دیتی ہے۔

اب دیکھو

کہ اس قدر قیمتی ہاتھ ہے جو اللہ تعالے نے انسان کو مفت دیا ہے۔ اس نے اس پر کوئی قیمت خرچ نہیں کی۔ وہ ایسا قیمتی ہے کہ اسے نقصان پہنچ جانے پر گورنمنٹیں بھی کسی کو ایک ہزار کسی کو دو ہزار کسی کو دس ہزار کسی کو بیس ہزار کسی کو پچاس ہزار اور کسی کو لاکھ لاکھ روپے تک دلا دیتی ہے۔ لیکن اگر اس کے مٹی کے ڈھکنے کو کوئی توڑ ڈالے اور پھر مالک جاکر عدالت میں دعوےٰ کرے کہ فلاں شخص نے میرا مٹی کا ڈھکنا توڑ دیا ہے۔

اوّل تو کوئی وکیل ایسے مقدمہ کو لینے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی لالچ کے مارے لے بھی لے۔ تو عدالت اس کی بے وقوفی پر مقدمہ خارج کر دے گی۔ غرض وہ ہاتھ جس کی قیمت ہزار دو ہزار یا لاکھ مقرر کی گئی تھی اس پر تم نے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا وہ تو تمہیں مفت ملا ہے۔ مگر وہ ڈھکن جس کے توڑے جانے پر پولیس کا چالان تو کیا تم خود بھی جا کر عدالت میں دعوے کرو۔ تو عدالت توجہ کے قابل نہیں سمجھے گی وہ تمہیں مفت نہیں مل سکتا۔ وہ تم خریدنا چاہو تو پیسے دے کر ہی ملے گا۔ اب یہ تمہارے ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ

خدا کی رحمانیت

کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے۔ اس ثبوت کی موجودگی میں اگر بندہ خدا کو الرحمٰن الرحیم نہ بھی کہے تب بھی کوئی حرج نہیں بلکہ اگر ساری دنیا کہنے لگ جائے کہ رحمٰن کوئی نہیں تو اس کا یہ قول ہی خدا کی رحمانیت کی دلیل ہوگا کیونکہ جب کوئی شخص کہہ رہا ہوگا کہ کوئی خدا نہیں تو یہ کس زبان سے بول رہا ہوگا۔ یہ زبان اس نے کہاں سے لی ہوگی۔ یقیناً خدا نے اسے مفت دی ہے۔ اور رحمٰن مفت دینے والے کو ہی کہتے ہیں۔ پس اس کا تو خدا کو گالیاں دینا بھی خدا کی رحمانیت کا ثبوت ہوگا پھر بندہ کہتا ہے۔

خدا مالک یوم الدین ہے

اب اگر یہ کہتا تب بھی خدا مالک یوم الدین تھا۔ اب اگر یہ نہ کہتا تب بھی وہ مالک یوم الدین تھا۔ اس کے بعد کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ پس ساری سورۃ میں یہی دو فقرے اس نے اپنی طرف منسوب کئے ہیں ان سے پہلے وہ صداقت کا اظہار کرتا ہے اور ان کے بعد خدا سے کچھ مانگتا ہے کہ اے خدا مجھے کچھ دے دے۔ لیکن درمیان میں وہ دو دعوے کرتا ہے ایک تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ

میں خدا کا عبد ہوں اور کسی کا عبد نہیں۔

لیکن

اگر اس کا عمل دیکھو

تو کتنے ہیں جو اس دعوے پر صحیح طور پر عمل کرتے ہیں۔ ہزاروں ہیں جو ایک طرف ایاک نعبد کہتے ہیں اور دوسری طرف چوریاں کرتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ غیبت کرتے ہیں اور ذرا ہاتھ میں طاقت آئے تو دوسرے کو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتے وہ اپنے کمزور بھائی کو کہتا ہے کہ میں تھپڑ مار کر تیرے سارے دانت توڑ ڈالوں گا۔ وہ نادان اتنا بھی نہیں جانتا کہ یہ زور اسکے ہاتھ میں کہاں سے آیا۔ دولت آجائے تو وہ لوگوں کو کہتا ہے کہ میں تمہیں یوں ذلیل کر دوں گا میں تمہیں سیدھا کر دوں گا۔ چنانچہ دیکھ لو نبیوں کے مخالف کس گھمنڈ کے ساتھ نبیوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ باز آجاؤ ورنہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے۔ ہمارے ملک میں بھی زمیندار اپنے کمزور ہمسایہ کو کہتے ہیں کہ ہم تمہارا پاخانہ بند کر دیں گے۔ دیہات میں ٹٹیوں کا یا ان کی صفائی کرنے والوں کا انتظام تو ہوتا نہیں کھیتوں میں جانا ہوتا ہے تو وہ زمیندار ذرا سی بات پر اتنا اچھلتا ہے کہ گویا زمین و آسمان کی طاقت اسی کے پاس ہے۔ خدا تعالیٰ کو تو حقیقی حکومت حاصل ہے مگر اس کے باوجود بندوں پر حکومت نہیں جتاتا بلکہ ناز اٹھا رہا ہے اور محبت کے ساتھ اپنے بندوں سے احسان کر رہا ہے۔ کہیں بندہ روٹھا ہوا ہے اور خدا اس کو منا رہا ہے۔

حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانی رح

لکھتے ہیں کہ لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ میں اعلیٰ کپڑے پہنتا ہوں (کیونکہ ان کے متعلق آتا ہے کہ وہ بہت قیمتی کپڑا پہنتے تھے جو آج کل کی قیمت کے لحاظ سے ۲½ ہزار روپیہ فی گز کا کپڑا بنتا ہے) اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب رح جو دہلی کے ایک بہت بزرگ تھے ان کے متعلق بھی آتا ہے کہ ان کا لباس نہایت اعلیٰ ہوتا تھا۔ اور وہ روزانہ نیا جوڑا پہنتے تھے۔ جب اس پر لوگوں نے اعتراض کیا کہ یہ قیمتی کپڑے پہنتا اور قیمتی کھانے کھاتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تو کبھی کپڑا نہیں پہنتا، جب تک خدا مجھے نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر تجھے میری ذات کی قسم تو کپڑا پہن اور میں کوئی کھانا نہیں کھاتا جب تک مجھے خدا تعالیٰ نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر تجھے میری ذات کی قسم تو یہ کھانا کھا۔

اب دیکھو کہ کہاں خدا تعالیٰ کی ذات اور کہاں عبدالقادر جیلانی رح دونوں میں اتنی بھی تو نسبت نہیں جتنی ایک انسان اور چیونٹی میں ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنی محبت کی وجہ سے بندے کی منتیں کر کے اسے مناتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ سلوک بندے کو شرم دلانے کے لئے ہے کہ خدا تعالیٰ تو عرش پر ہو کر یوں منتیں کرتا ہے مگر یہ اتنا چھوٹا ہو کر کبر و غرور میں آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں یوں کر دوں گا اور میں ووں کر دوں گا ...... ایک افسر اپنے ماتحتوں سے کہتا ہے کہ میں تیرا پانی بند کر دوں گا۔ میں تیری فصل سکھا دوں گا۔ حالانکہ وہ صرف کارندہ ہوتا ہے مالک بھی نہیں ہوتا مگر پھر بھی وہ اس قدر دعوے کرتا ہے کہ حیرت آتی ہے گویا ادھر تو وہ ایاک نعبد میں خدا تعالیٰ کے سامنے کہتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں میں تو آپ کا ایک غلام ہوں۔ میں تو ذلیل ہوں۔ میرا کوئی ٹھکانا نہیں مگر نماز سے نکل کر ایک اپنے جیسے بندے کو جس کی ویسی ہی آنکھیں ہیں جیسی اسکی۔ ویسی ہی ناک ہے جیسی اس کی۔ ویسے ہی ہاتھ اور پاؤں ہیں جیسے اس کے۔ کہتا ہے کہ میں تجھے نکال دوں گا۔ میں تجھے جوتوں سے سیدھا کروں گا۔ میں تجھے بتا دوں گا کہ میں کون ہوں۔

تعجب ہے

کہ پچاس دفعہ خدا تعالیٰ کے سامنے ایاک نعبد کہنے والا کہتا ہے کہ میں وہ چیز ہوں اور میں یہ چیز ہوں اور اتنے بڑے دعوے کرتا ہے۔ مسجد میں تو وہ کہتا ہے کہ خدا ہی سب کچھ ہے مگر باہر آ کر آپ ہی رب بن جاتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ شخص اتنا جھوٹ بولنے والا ہے کہ جس کی مثال ہی نہیں اور پچاس دفعہ دعوے کر کے جھوٹ بول جاتا ہے ایسے شخص کے قول کی کیا قیمت رہ جاتی ہے۔ جو ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ پچاس دفعہ کہتا ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں میں نہایت ذلیل غلام ہوں تو ہی سب سے بڑا ہے مگر باہر نکل کر کہتا ہے کہ میں ہی سب کچھ ہوں۔ بھلا ایسے شخص کے دل میں ایمان پیدا ہی کیسے ہو سکتا ہے جو باوجود کمزور ہونے کے دعوے کرتا ہے کہ میں یوں کر دوں گا اور میں ووں کر دوں گا۔ اس کے مقابلہ میں خدا کو سب طاقتیں حاصل ہیں مگر پھر بھی وہ ایسا نہیں کہتا بلکہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے۔

بعض منافق لوگ جب جماعت سے الگ ہوتے ہیں تو

بلند بانگ دعاوی

کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم یوں کر دیں گے ہم ایسا کر دیں گے لیکن میں نے باوجود جماعت کا امام ہونے کے کبھی نہیں کہا کہ میں ایسا کر دوں گا بلکہ یہی کہتا رہا ہوں کہ جو کچھ خدا کی مرضی ہوگی وہی ہوگا۔ انسان کو تو چاہیئے کہ اگر اس کے دل میں ایسا گندہ خیال آئے تو بجائے دوسرے کو مارنے کے کہے کہ میں اس خیال کو کچل دوں گا اور اپنے دل کو سنوارنے کی کوشش کرے۔ ایاک نعبد کہنے والا اگر غرور اور تکبر سے کام لے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی غلامی ہے۔

دوسری بات

جو وہ بطور دعوے کے پیش کرتا ہے ایاک نستعین ہے کہ اے خدا میں نے تجھ ہی سے لینا ہے اور کسی بندے سے نہیں مانگنا مگر عملاً ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں ایک بندہ کہتا ہے کہ میں ذلیل ہوں میں حضور کا غلام ہوں ادھر سجدے سے سر اٹھاتے ہی لاٹھی لے کر کھڑا ہو جاتا ہے وہاں یہ دوسرا شخص اسی کی شکایت لے کر خدا کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ خدایا یہ جو تیرا بندہ بنتا تھا بالکل جھوٹ کہتا تھا۔ تیرے سامنے تو کہتا تھا کہ میں نے کسی پر ظلم نہیں کرنا۔ میں نے کسی کا حق نہیں دبانا مگر باہر جا کر ڈنڈا لے کر کھڑا ہو جاتا ہے اور ہم پر ظلم کرتا ہے اور ہمارے مالوں کو ناجائز طور پر دباتا ہے یہ تو تیرے سامنے جھوٹ بول گیا مگر ہم سچ کہتے ہیں کہ ہم تجھ سے ہی مدد مانگیں گے اور کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے لیکن ظالم تو یہ کہہ کر کہ میں تیرا غلام ہوں۔ ذلیل ہوں۔ کسی کو کیا کہہ سکتا ہوں جھوٹ بول گیا۔ اور یہ مظلوم بن کر جھوٹ بول گیا کیونکہ ادھر تو خدا تعالیٰ کے سامنے کہا کہ

میں نے تجھ سے ہی مانگنا ہے

اور پھر سلام پھیرتے ہی بندوں کے آگے ہاتھ جوڑنے شروع کر دیتا ہے کہ حضور ہمارے مائی باپ ہیں حضور ہی مدد کر سکتے ہیں اگر اس کا ایاک نستعین کہنا صحیح ہے تو پھر یہ گھبراتا کیوں ہے۔ اگر واقعہ میں خدا ہے تو وہ ضرور اس کی مدد کرے گا بندوں سے کس لئے مدد مانگتا پھرتا ہے۔ بہرحال اس کا ایاک نستعین کہنا بھی صحیح ہو سکتا ہے جب وہ دوسرے بندوں سے

ذلت آمیز مدد

نہ مانگے، ہاں تعاون والی مدد مانگے تو یہ

درست ہوگا یہ نہ ہو کہ انسانی کوشش پر ہی سارا انحصار رکھے۔ ایک شخص جب کسی سے سفارش کرانا چاہتا ہے اور اسی سفارش پر سارا انحصار رکھتا ہے تو اس کی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر اسکی سفارش نہ ہوئی تو وہ کہیں کا بھی نہ رہیگا حالانکہ جب ایسا شخص نماز میں کہتا ہے کہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں تو فارغ ہو کر

کیوں ہر دروازے پر ماتھا رگڑتا ہے

اور منتیں کرتا پھرتا ہے کہ مجھ پر فلاں مصیبت ہے میری مدد کرو۔

غرض ایک طرف تو ظالم کہتا ہے کہ میرے جیسا ذلیل کوئی نہیں اور میرے جیسا غلام کوئی نہیں لیکن نکلتے ہی یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جیسا نمرود کوئی نہیں۔ اس جیسا شداد کوئی نہیں۔ دوسری طرف یہ مظلوم کہتا ہے کہ میں نے تو کسی سے مدد نہیں مانگنی تجھ سے ہی مانگنی ہے اور پھر نکلتے ہی ہر ایک کے آگے ناک گھستا ہے۔ حیرت آتی ہے کہ کس طرح دونوں فریق جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں۔ پہلا ایاک نعبد کہتا ہے اور ہر ایک پر ظلم کرنے پر تلا رہتا ہے اور دوسرا ایاک نستعین کہہ کر ہر ایک سے مانگتا پھرتا ہے۔ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ روزانہ پچاس دفعہ خدا کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرتا ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔ میں تیرا غلام ہوں مجھ سے ذلیل اور کوئی نہیں لیکن فارغ ہوتے ہی فرعون سے بڑا بنتا ہے اور دوسرا کہتا ہے مجھے ان فرعونوں کی پرواہ نہیں۔ میں نے تجھ سے ہی مانگنا ہے تیرے ہوتے ہوئے مجھے کسی اور سے کیا ڈر ہوسکتا ہے مگر سلام پھیرنے کے بعد ہر ڈیوڑھی پر جاکر ناک رگڑتا ہے حالانکہ نماز کے اندر کہہ رہا تھا کہ میں نے تو اے خدا تجھ سے ہی مانگنا ہے میں نے کسی اور کے پاس جانا ہی نہیں نہ مجھے کسی کی پرواہ ہے۔ ایک دفعہ تیرے ساتھ جو تعلق جوڑ لیا تو بھلا اب میں کسی کو کیا جانوں اور ادھر مسجد سے نکلتے ہی آوازیں دینی شروع کرتا ہے کہ اے چوہدری جی تسیں ای میری مدد کرو۔ اے مولوی جی تسیں ہی میری کہانی سن لو۔ غرض ہر جگہ سے مدد مانگتا پھرتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جیسا ذلیل دنیا میں کوئی نہیں۔

پھر دوسری اذان ہوتی ہے۔ یہ پھر مسجد میں آتا ہے اور خدا کے آگے کھڑے ہو کر عرض کرتا ہے کہ میں نے کسی سے نہیں مانگنا۔ اگر مانگتا ہے تو تجھ سے تیرے سوا بھلا میں جا کہاں سکتا ہوں۔ پھر نماز سے علیحدہ ہوتا ہے تو تم اس نالائق کو دیکھتے ہو کہ کس طرح ہر دروازے پر جاکر مانگتا پھرتا ہے۔ اگر اس کے اندر ذرا بھی وفا ہوتی۔ اگر وہ واقعہ میں سمجھتا کہ اس کا خدا موجود ہے تو اسے اس طرح مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایک کمزور ایمان والے کا مانگنا جس کے اندر طاقت نہیں اور رنگ رکھتا ہے وہ تو گداگر کی طرح ہوتا ہے کہ اگر اسے مل جائے تو خیر ورنہ خدا پر توکل کر کے آگے چلا جاتا ہے مگر یہ بالکل جھوٹ بولتا ہے اور خدا سے مانگنے کا اقرار کر کے ہر ایک کے سامنے لجاجت کرتا ہے اور ہر بندے کو خدا سمجھتا ہے۔

کیا یہ عجیب تماشہ نہیں

کہ ظالم اور مظلوم دونوں جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ ایک خدا کے سامنے جاکر کہتا ہے کہ میرے جیسا ذلیل دنیا میں کوئی نہیں میرے جیسا نکما دنیا میں کوئی نہیں۔ اور جب باہر نکلتا ہے تو طرح طرح کے ظلم وستم سے کام لینا شروع کر دیتا ہے دوسرا کہتا ہے مجھے کسی ظالم کی کیا پرواہ ہے۔ میں کب کسی سے ڈرتا ہوں۔ جب تیرے جیسا رحیم وکریم خدا میرے سامنے ہو تو مجھے کس کا خوف ہوسکتا ہے۔ بھلا میں کسی سے ڈرتا ہوں؟ مجھے پتہ ہے کہ جو مجھے مارنا چاہے گا تو اسے مار دے گا اور جو مجھے ذلیل کرنا چاہے گا تو اسے ذلیل کرے گا۔ میں تیرا دروازہ چھوڑ کر کہاں جاسکتا ہوں؟ مگر جس طرح پہلا شخص نماز کے بعد ظلم کو شیوہ بنا لیتا ہے اسی طرح یہ دوسرا شخص پانچ مرتبہ خدا سے مانگنے کا اقرار کر کے جاتا ہے اور پانچ پہر لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے۔ ایسا اقرار کرنے والے پر خدا کا فضل نازل کس طرح ہوسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک بزرگ کا واقعہ

سنایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر شخص کے رزق کے لئے ایک ذریعہ مقرر کیا ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ براہ راست فرشتے آسمان سے لاکر اس کے سامنے رکھ دیں بلکہ اللہ تعالےٰ کسی بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے کہ فلاں بندے کو ضرورت ہے اسے فلاں چیز دے دو۔ یا خواب میں دکھا دیتا ہے کہ فلاں جگہ سے تیری ضرورت پوری ہوسکتی ہے۔ یا کہیں اچھی بارش ہوجا دیتا ہے اور فصلیں اچھی ہو جاتی ہیں۔ غرض ہزاروں ذریعے رزق پہنچانے کے اس نے مقرر کئے ہیں لیکن خدا تعالےٰ بعض دفعہ کسی بندے کو کہہ دیتا ہے کہ تو تلاش بھی نہ کر بلکہ ایک جگہ بیٹھ جا ہم تیرے لئے رزق پہنچا دیں گے۔ چنانچہ وہ بیٹھ جاتا ہے اور پھر خدا تعالےٰ بندوں کے دل میں الہام کرتا ہے کہ فلاں شخص کے لئے کھانا لے جاؤ۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ نے ایک بندے کو کہا کہ تو

پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ جا

اور اسے وہاں کئی سال تک اللہ تعالےٰ کھانا پہنچاتا رہا۔ آخر ایک دن اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ اس بندے کو دیکھا جائے کہ اس کا ایمان کیسا ہے۔ چنانچہ اس دن لوگوں کو اس کے متعلق الہام کرنا بند کر دیا۔ ادھر اس بزرگ کو فاقہ آنا شروع ہوا۔ ایک وقت کا فاقہ آیا دوسرے وقت کا آیا۔ پھر تیسرے وقت کا آیا آخر اس سے بھوک برداشت نہ ہوئی اسنے سوچا کہ اس طرح بیٹھے رہنا تو ٹھیک نہیں شہر میں جاکر کسی سے کھانا لانا چاہیئے۔ قریب ہی شہر تھا وہاں گئے اور ایک امیر کے دروازے پر جاکر کھانا مانگا جہاں سے انہیں تین روٹیاں اور کچھ سالن ملا۔ جب وہ لے کر واپس چلے تو اس امیر کے دروازے پر ایک کتا بیٹھا تھا۔ اس کتے کے

دل پر اللہ تعالیٰ نے الہام نازل کیا

وہ کتا ان کے پیچھے چل پڑا۔ کچھ دور جاکر ان کو خیال آیا کہ یہ کتا جو میرے پیچھے آرہا ہے شاید بھوکا ہے۔ یہ سوچ کر انہوں نے ایک روٹی اور تیسرا حصہ سالن کا اسکے آگے ڈال دیا۔ کتا جلدی سے وہ روٹی اور سالن کھا کر ان کے پیچھے چل پڑا۔ تھوڑی دور جاکر انہوں نے یہ خیال کر کے کہ اس کتے کا حق زیادہ ہے۔ دوسری روٹی اور ایک حصہ سالن اور ڈال دیا۔ کتا وہ بھی جھٹ پٹ کھا کر پیچھے ہو لیا۔ اب ان کے دل میں خیال آیا کہ کیسا ڈھیٹ جانور ہے۔ انسان کی عادت ہے کہ وہ غصے میں آکر جانوروں سے باتیں کرنی شروع کر دیتا ہے۔

تم نے کئی دفعہ دیکھا ہوگا

کہ کسان چلتے ہوئے بیلوں سے بھی باتیں کرتا جاتا ہے اور اسے کہتا جاتا ہے کہ تجھے کیا ہوگیا ہے۔ حالانکہ وہ بیل سنتا نہیں۔ سمجھتا نہیں۔ اسی طرح غصے میں آکر انہوں نے کتے سے کہا کہ "بے حیا کہیں کا دو روٹیاں ڈال دیں اب بھی جانے کا نام نہیں لیتا۔" ادھر انہوں نے یہ کہا اور معاً اللہ تعالےٰ نے ان پر

کشف کی حالت

طاری کی اور وہ کتا بولا (کشف میں جانور بھی بولا کرتے ہیں اور دیواریں بھی بولا کرتی ہیں) کہ بے حیا تم ہو یا میں ہوں۔ مجھے اس امیر کے دروازے پر سات سات وقت کا فاقہ آیا ہے مگر اس کے باوجود میں اس دروازے سے کہیں نہیں گیا۔ لیکن خدا تم کو اتنی مدت سے وہیں بیٹھے کھانا پہنچاتا رہا اور تم تین فاقوں سے گھبرا کر مانگنے آگئے ہو۔ اب تم خود ہی سوچو کہ بے حیا تم ہو کہ میں ہوں۔ کتے نے یہ کہا اور ادھر ان کی کشفی حالت جاتی رہی۔ تب انہیں سمجھ آگئی اور انہوں نے

آخری روٹی اور سالن

بھی وہیں پھینکا اور اپنے مقام پر واپس آگئے۔

اللہ تعالےٰ نے تو

ان کا امتحان لینا تھا

اور ان پر ظاہر کرنا تھا کہ تمہارا ایمان ابھی مضبوط نہیں ہوا۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ پانچ چھ آدمی کھانے لئے کھڑے ہیں ایک معذرت کر رہا تھا کہ حضور غلطی ہوئی معاف کیجئے مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ دوسرا یہ کہہ رہا تھا حضور میری بیوی بیمار تھی معاف کریں آپ کو تکلیف ہوئی۔ غرض ہر ایک معافی مانگ رہا تھا اور کھانا پیش کر رہا تھا۔ تو خدا تعالےٰ کے ایسے بھی بندے ہوتے ہیں کہ انہیں اسباب سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ انہیں خود کہہ دیتا ہے کہ ایک جگہ بیٹھ جاؤ ہم تمہارا رزق تمہیں خود پہنچائیں گے اور کبھی اللہ تعالےٰ اتنا رزق دیتا ہے کہ سید عبد القادر صاحب جیلانی ؒ کی طرح ہزار ہزار روپے گز والا کپڑا پہننے کا حکم دیتا ہے اور کبھی اتنی تنگی ہوتی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح وہ پیٹ پر پتھر باندھے پھرتا ہے۔

غرض کسی کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا رزق دیتا ہے اور کسی کو بغیر حساب کے دیتا ہے جیسا حضرت سلیمان اور حضرت داؤد علیہم السلام کو دیا۔ بہر حال یہ حکم ہوتا ہے کہ بند

کے پاس نہ جائیں یہ جائز ہوتا ہے کہ وہ کوشش کرے۔ کھیتی باڑی کرے۔ لیکن اگر وہ اپنی حالت کو یہاں تک گرا دے کہ مانگنے کے پیچھے پڑا رہے اور ذرا سی تکلیف پر بندوں کے آگے ہاتھ جوڑنا شروع کر دے تو یہ کسی طرح جائز نہیں ہوتا اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ

ایک مظلوم ظلم کی شکایت کرے

مگر یہ کہ ہر ایک کے ساتھ اسی طرح چمٹ جائے جس طرح جونک چمٹتی ہے اور یہ خیال کرے کہ اگر میری مدد نہ کی تو میں مر گیا۔ کسی طرح درست نہیں۔ یہ تو پانچ وقت کہتا ہے کہ اے خدا میں نے تیرے سوا کسی سے نہیں مانگنا اور پھر ہر دروازہ سے چمٹا نظر آتا ہے۔ اگر یہ خدا سے مانگتا تو کیا خدا اسے چھوڑ دیتا؟ ہم تو معمولی معمولی باتوں پر دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ ایسے ... پر دشمن سے بدلہ لیتا ہے کہ حیرت آتی ہے۔ ایک شخص تم کو مار کر جاتا ہے یا تمہارے بیٹے کو مارتا ہے اور گھر جاتا ہے تو اس کے بیٹے کو تو بیچ ہو جاتا ہے ایسے بیسیوں واقعات ہمارے سامنے موجود ہیں مگر خدا تعالیٰ کا منشاء ہے کہ جب بدلہ لینے لگو تو میرے بندوں کے متعلق رحم کا خیال رکھو۔ لیکن کئی لوگ جب بدلہ لینا چاہتے ہیں تو بد دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا بیڑا غرق ہو تو اچھا ہے۔ بلکہ بعض تو مجھے خط لکھتے ہیں کہ فلاں نے ہمیں دکھ دیا ہے دعا کریں کہ اس کا بیڑا غرق ہو میں انہیں لکھا ہوں کہ تمہیں تو اس سے غرض ہے کہ تمہارا فائدہ ہو جائے اس بات سے کیا فائدہ کہ دوسرے کا بیڑا غرق ہو مگر وہ اس پر مُصر رہتے ہیں کہ ہم تو تب خوش ہوں گے جب دشمن کا بیڑا غرق ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک کبڑی کی مثال

سنایا کرتے تھے کہ اس سے کسی نے پوچھا کہ آیا تو یہ چاہتی ہے کہ تیری کمر سیدھی ہو جائے یا باقی لوگ بھی کبڑے ہو جائیں تو جیسا کہ بعض طبیعتیں ضدی ہوتی ہیں اس نے آگے سے یہ جواب دیا کہ مدتیں گذر گئیں میں کبڑی ہی رہی اور لوگ میرے کبڑے پن پر ہنستے اور مذاق کرتے رہے اب یہ تو امید نہیں ہونے سے رہا۔ مزہ تو جب ہے کہ لوگ بھی کبڑے ہوں اور میں بھی ان پر ہنس کر جی ٹھنڈا کروں

اسی طرح کی

بعض حاسد طبیعتیں

ہوتی ہیں کہ انہیں اس سے غرض نہیں ہوتی کہ ان کی تکلیف دور ہو جائے۔ بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ دوسرا تکلیف میں مبتلا ہو جائے۔ حالانکہ اگر نادان سوچیں تو انسان سے ہزاروں غلطیاں روزانہ ہوتی ہیں اور اس کے دل میں بغض اور کینہ کپٹ نہ ہو تو ہزاروں لاکھوں گناہ جو وہ روز کرتا ہے۔ مثلاً کبھی جھوٹ بولتا ہے کبھی بدظنی کرتا ہے۔ کبھی کسی سے درشت کلامی کرتا ہے کبھی کسی سے ہنس کر نہیں بولتا۔ کسی وقت بچوں کی تربیت سے غفلت کرتا ہے بعض دفعہ بیوی کا حق ادا نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں جب قیامت کے دن ان غلطیوں کا طومار اس کے سامنے رکھا جائے گا۔ تو اس وقت اس کے پاس کیا چیز ہو گی جو اس کے بدلہ میں دے گا۔ اس وقت صرف ایک ہی چیز ہو گی جو بدلہ میں پیش کر سکے گا۔ یعنی جو اس نے اپنے بھائیوں کے گناہ معاف کئے ہوں گے۔ اس وقت خدا تعالیٰ کہے گا کہ میرا بندہ دنیا میں دوسروں کے گناہ معاف کرتا رہا ہے اور جب یہ بندہ ہو کر اپنے جیسے بندوں کے گناہ معاف کرتا رہا ہے تو میں رب العٰلمین ہو کر اس کے گناہ کیوں نہ معاف کردوں مجھے تو سزا دیتے ہوئے اسے شرم آتی ہے

لیکن بعض لوگ اس قانون سے یہ

ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں

کہ قانون شکنی کو جرم نہیں سمجھتے اور خود بخود خیال کر لیتے ہیں کہ وہ قابل معافی ہیں۔ مثلاً جب نظام سلسلہ کے خلاف بعض لوگ حرکت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خدا اتنے گناہ معاف کرتا ہے آپ بھی معاف کر دیں۔ حالانکہ وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ اس فعل کی اصلاح ہونی چاہیئے اور معاف کرنا تو اس کے اختیار میں ہوتا ہے جس کا جرم کیا جائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس بعض لوگ ایک عورت کا مقدمہ لائے جس نے چوری کی تھی۔ چونکہ وہ ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ بعض لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اسے معاف کر دیا جائے۔ رسول کریم یہ سن کر جوش میں آگئے اور آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

تو معافی کے یہ معنے نہیں کہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے اور نہ مجرم کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ بطور حق کے معافی مانگے۔

معافی دینا اصل میں خدا کا کام ہے

اور اس نے بندہ کے گناہ معاف کرنے کی نیکی کو اس کی معافی کا ذریعہ بنایا ہے اور یہی چیز جو خدا کے سامنے ان گناہوں کے طومار کی سزا دیتے اسے بچا سکتی ہے۔

دیکھو خدا تعالیٰ کی تعلیم کس طرح حکمت سے پُر ہے ایک طرف حاکم کو کہتا ہے کہ تو نیچا ہو کر بات کر۔ اور دوسری طرف ماتحت کو کہتا ہے کہ اگر کوئی تجھ پر ظلم کرتا ہے تو مجھ سے مدد مانگ تو اور کسی کے پاس جاتا ہی کیوں ہے۔ تو

ایاکَ نستعین

پڑھتا ہے کہ اے خدا میں نے کسی کے پاس جا کر کیا لینا ہے جب کہ تجھ سا محسن خدا موجود ہے۔ مگر جب انسان کی یہ حالت ہو کہ ادھر وہ یہ عہد کر کے ہر دروازہ سے بھیک مانگتا پھرے اور خدا کا عہد توڑ دے تو اسے مدد کیا ملنی ہے۔ لیکن اگر بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جائے تو پھر وہ یقیناً ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے نقصان کی تلافی ہو جائے۔ کیونکہ جو شخص خدا تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے۔ خدا اس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتا۔

ضروری اعلان

(محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

امسال موسم برسات شروع ہوتے ہی مشرقی اور مغربی پاکستان کے دریاؤں میں سیلاب آنے لگے ہیں۔ جن سے پاکستان کے دونوں حصوں کے بیسیوں مقامات اور ہزاروں افراد متاثر ہوتے ہیں۔ مصیبت زدگان کی امداد کرنا ہر خادم کا فرض ہے۔ مگر ایسے ہنگامی موقعوں پر ہمیشہ انفرادی کوشش کی بجائے اجتماعی مساعی زیادہ فائدہ دیتی ہے۔

میں اس اعلان کے ذریعہ تمام ایسے مقامات کی مجالس کے قائدین کو جہاں سیلاب آنے کا خطرہ ہے۔ یا ایسی مجالس جو قریب ہونے کی وجہ سے متاثرہ احباب کی فوری امداد کے لئے پہنچ سکتی ہیں۔ ہدایت کرتا ہوں کہ وہ ابھی سے اپنی تنظیم کا جائزہ لے لیں۔ اور خدام کی ڈیوٹیاں تقسیم کر دیں تا ضرورت کے وقت اطلاع ملتے ہی ہر خادم کام شروع کر دے۔ اس کے لئے ضروری سامان کا بھی اندازہ کر کے مہیا کر لیا جائے۔

بہتر طریق یہ ہے کہ قائدین اس قسم کے مواقع پر اپنی خدمات مقامی حکام کو پیش کر دیں اور ان کی زیر نگرانی کام کریں۔ لیکن اگر کسی جگہ فوری کام کرنا پڑے اور مقامی حکام سے رابطہ قائم نہ کیا جا سکے تو بغیر کسی انتظار کے امدادی کام شروع کر دیا جائے اور موقعہ ملتے ہی افسران کو اطلاع کر دی جائے ایسے ہنگامی مواقع پر کھانے کا سامان اور کپڑا وغیرہ بھی درکار ہوتا ہے۔ اس کے لئے بھی احباب سے عطایا لئے جا سکتے ہیں۔ مگر یہ عطایا بھی مقامی حکام کی نگرانی میں خرچ کئے جائیں۔

میں جملہ خدام سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنی سابقہ شاندار روایات کو قائم رکھتے ہوئے خدمت کے کسی موقعہ کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دینگے۔ اور اپنے ملک اور اپنی قوم کی ہر رنگ میں عملی خدمت کریں گے۔

اس کے علاوہ میں ایسی مجالس سے بھی جو دریاؤں وغیرہ سے دور ہونے کی وجہ سے اس قسم کی مصیبتوں سے محفوظ ہوں توقع رکھتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہ اس نے انہیں ان ابتلاؤں سے بچایا ہے مصیبت زدہ بھائیوں کی ہر ممکن مدد کریں گے۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

قابل تقلید نمونہ

محترم عبدالرحمٰن صاحب شاکر کارکن دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ موصی ۱۲۸۱ نے یکم اگست ۱۹۶۵ء سے حصہ وصیت ۱/۱۰ کی بجائے ۱/۹ کر دیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو زیادہ سے زیادہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

تفہیمات ربانیہ نایاب تھی ★ ہو نہو آ گئی ہے: تفہیمات ربانیہ جس میں غیر احمدی علماء کے اعتراضات کے مدلل جواب دئے گئے ہیں ختم ہو رہی ہے احباب جلد خرید فرمالیں حجم ۸۲۴ صفحات سفید کاغذ گیارہ روپے اخباری کاغذ آٹھ روپے: منیجر الفرقان ربوہ

وصایا

ضروری نوٹ :۔ مجلس ذیل وصایا کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرماویں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

وصیت نمبر ۱۳۶۰۲ میں امۃ الحفیظ زوجہ مولوی محمد عمر صاحب مبلغ قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کنانور ڈاکخانہ خاص ضلع کنانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۴/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے :۔ حق مہر -/۵۰۰ روپیہ بذمہ شوہر واجب الادا ہے (۲) زیورات (۱) نکلس طلائی وزن ایک تولہ قیمت -/۱۲۰ روپیہ (۲) کانٹے طلائی پون تولہ قیمت -/۹۰ روپیہ چوڑیاں طلائی ایک جوڑی وزنی ایک تولہ قیمت -/۱۲۰ روپے (۳) چینی طلائی وزنی نصف تولہ قیمت -/۶۰ روپے (۴) انگوٹھی طلائی دو عدد نصف تولہ قیمت -/۶۰ روپیہ (۵) رسٹ واچ قیمتی -/۷۵ روپیہ جملہ -/۵۰۰ روپیہ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری کوئی آمد نہیں ہے میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ہوگی۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ :۔ امۃ الحفیظ موصیہ حال مقیم حیدرآباد ۶۴/۶/۱۱

گواہ شد :۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیری ۱۹۶۴ جبید حیدرآباد

گواہ شد :۔ مولوی عمر صاحب ولد محمد ابراہیم صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم حیدرآباد

وصیت نمبر ۱۳۶۱۴ :۔ میں اے جے عبداللہ ولد عبوزن صاحب قوم احمدی پیشہ کاشتکاری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۶۳ء ساکن موگراں ڈاکخانہ خاص ضلع کنانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳/۴/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کچھ نہیں ہے۔ میں اس وقت کاشتکاری کا کام کرتا ہوں جس سے مجھے ساٹھ روپے ماہوار کے حساب سے آمد ہو جاتی ہے میں تازندگی جو آمد بھی ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں گا۔ یہ وضاحت کردینا ضروری ہے کہ میں کاشتکاری کا کام اجرت پر کرتا ہوں۔ میرے پاس بیل وغیرہ نہیں ہیں۔ اور کوئی دوسری جائیداد ہے۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ثابت ہو گی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد :۔ اے۔ جے عبداللہ

گواہ شد :۔ صدیقی امیر علی صاحب ولد کنجی احمد صاحب ساکن موگراں۔ سیکرٹری جماعت احمدیہ موگراں

گواہ شد :۔ وی موسے حسن صاحب ولد حسن کنجی صاحب ساکن موگراں

درخواست ہائے دعا

"میرے چچا پر ضلع مظفرگڑھ میں ایک فوجداری مقدمہ دائر ہو گیا ہے۔ احباب ان کی باعزت بریت کے لئے دعا فرمادیں۔ (نصیر احمد شاد جامعہ احمدیہ ربوہ)

۲ - میں نے اور سات دیگر احمدی طلباء نے کراچی یونیورسٹی اور بورڈ سے مختلف امتحانات دئے ہوئے ہیں۔ دعا کے لئے درخواست ہے۔

(محمد یوسف حلقہ اے سینیا لائنز کراچی)

۳ - میرے ماموں جان ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب مع اپنی اہلیہ صاحبہ بغرض علاج لندن تشریف لے گئے ہیں۔ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کوئٹہ

۴ - میری ممانی جان پندرہ بیس روز سے بعارضہ بلڈ پریشر بیمار ہیں۔ ان کی حالت تشویشناک ہے۔ (منور احمد جاوید۔ معتمد خدام الاحمدیہ ڈیرہ کینٹ)

۵ - میرے ایک غیر از جماعت دوست قریشی اصغر علی صاحب اصغر کلاتھ ایم بی بی ایس کا امتحان ڈاؤ میڈیکل کالج کراچی سے دے رہے ہیں۔ (نذیر احمد شیخ جامشورو)

۶ - میرا لڑکا عزیز محمد سعید صاحب ایم اے دماغی عارضہ کی وجہ سے قریباً چار ماہ سے لاہور ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ احباب کرام سب کے لئے دعا فرمادیں۔

(مرزا محمد یعقوب باز چنیوٹ)

"تم تھوڑے سے تھے جب تم دنیا میں نکلے اور تم نے نکل کر یہ دنیا سے منوا لیا کہ اگر اسلام کی عزت رکھنے والی کوئی قوم ہے تو صرف احمدی ہیں" (حضرت المصلح الموعود)

برّ اعظم افریقہ میں اسلام اور احمدیت کی روز افزوں ترقی کا تقاضا

روزنامہ "الفضل" کی متعدد اشاعتوں میں آپ نے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر کے دورہ مغربی افریقہ کی ایمان افروز روئیداد ملاحظہ فرمائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک میں نہ صرف مخلصین جماعت نے بلکہ غیر از جماعت طبقہ نے بھی حضرت صاحبزادہ صاحب کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کئے۔ ہر جگہ ایسا مخلصانہ اور والہانہ استقبال اس امر پر روشن دلیل ہے کہ سرزمین افریقہ میں اشاعت اسلام کے لئے جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی بفضلہ تعالیٰ مقبول عام ہو چکی ہے۔ مثال کے طور پر شائع شدہ روئیداد کا ایک اقتباس ہی ملاحظہ فرمایئے :۔

"غانا مشن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیرونی مشنوں میں سب سے بڑا مشن ہے۔ پچاس ہزار کے قریب نفوس باقاعدہ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں اور بہت بڑی تعداد احمدیت کی سچائی اور سلسلہ کی تبلیغی کوششوں سے بے حد متاثر ہے"۔ (الفضل مورخہ ۲ جولائی ۶۵ء)

جماعت احمدیہ کی عظیم الشان خدمات کا اعتراف کر کے جب اغیار بھی اپنے آپ کو جماعت کی امداد کے لئے مکلّف سمجھتے ہیں تو احباب جماعت کو اس راہ میں مالی وجانی قربانی کا احساس کس حد تک ہونا چاہیئے؟ یہ امر کسی تشریح کا محتاج نہیں۔

جماعت کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کے مطالبات پر والہانہ رنگ میں لبیک کہہ کر اپنی ذمہ داریوں کو نبھا رہا ہے۔ لیکن ایک حصہ ان فرائض کی بجا آوری کے لئے مسلسل یاددہانیوں کا محتاج نظر آتا ہے۔ پس ان کے ازدیاد ایمان وعمل کے لئے ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک ارشاد درج کیا جاتا ہے۔ فرمایا :۔

"تم تھوڑے سے تھے جب تم دنیا میں نکلے اور تم نے نکل کر یہ دنیا سے منوا لیا کہ اگر اسلام کی عزت رکھنے والی کوئی قوم ہے تو صرف احمدی ہیں ...

اب جبکہ میدان تمہارے ہاتھ میں آرہا ہے تم میں سے کئی ہیں جو پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو اس قسم کی عزت کا موقعہ اور اس قسم کی برکت کا موقعہ اور اس قسم کی رحمت کا موقعہ اور اس قسم کے خدا تعالیٰ کے قرب ...

... موقعے ہمیشہ نہیں ملا کرتے۔ سینکڑوں سال میں کبھی یہ موقع آتے ہیں اور خوش قسمت ہوتی ہیں وہ قومیں جن کو وہ موقعے مل جائیں۔ اور وہ اس میں برکتیں حاصل کرلیں"۔ (از تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۸ء)

پس ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ جب افریقہ کا تبلیغی میدان ہمارے ہاتھ میں آگیا ہے اور افریقہ کی پیاسی روحیں اسلام کے آب حیات کے لئے ہم سے ہی اپنی توقعات وابستہ کر رہی ہیں تو ہمیں اس راہ میں مالی قربانی سے گریز کرنا یا حیثیت سے کم چندہ دے کر مطمئن ہو جانا کس طرح زیب دے سکتا ہے؟ موجودہ حالات تقاضا کرتے ہیں کہ ہر فرد اپنی قربانی کا محاسبہ کرے اور اگر اس میں کسی جہت سے بھی کوئی نقص نظر آئے تو اس کی فوری تلافی کردی جائے۔ ورنہ یاد رہے کہ یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔

"بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملّت شود پیدا" (حضرت مسیح موعود)

اللہ تعالیٰ ہر فرد جماعت کو اشاعت اسلام کے لئے مقدور بھر قربانی کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

ہمیشہ اپنی
★ طارق ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ
کی آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے!
(مینیجر)

ایک قیمتی کتاب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔ تمام اہم علمی اور دینی امور کے بارے میں حضرت اقدس کی تعلیم کے یکجائی مطالعہ کے لیے۔ صفحات ۱۳۲۰۔ قیمت مجلد ۱۰ روپے
مؤلفہ: سید داؤد احمد۔ آپ کی تحریرات سے اقتباسات تبلیغی کام میں انسائیکلوپیڈیا کا کام دے گی۔ اپنی تحریروں کی رو سے۔ ملنے کا پتہ: مجلس علمی جامعہ احمدیہ ربوہ

امانت تحریک جدید کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ارشاد

امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ رکھوانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمت دین بھی

(افسر امانت تحریک جدید)

اہلِ ربوہ کے لئے خوشخبری

ہم ربوہ میں لائل پور کنبش فلور ملز لمیٹڈ کی طرف سے گھی اوّل درجہ۔ وجیٹاس، آٹا، میدہ، سوجی، صابن، کے نئے ایجنٹ مقرر ہوئے ہیں۔ آپ ربوہ کے ہر دکاندار سے یہ مال طلب کر سکتے ہیں۔ نہایت عمدہ اور سستا ہے۔

مبشر ایجنسیز گولبازار۔ ربوہ

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق

روزنامہ **الفضل** ربوہ

مینیجر

سے خط و کتابت کیا کریں

احباب ہمیشہ اپنا قابلِ اعتماد سروس

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور

کے آرام دہ اور دلکش بسوں پر سفر کریں

(مینیجر)

فوری ضرورت

ہمیں سیرالیون مغربی افریقہ میں احمدیہ سیکنڈری سکول کے لئے مندرجہ ذیل اساتذہ کی فوری ضرورت ہے خدمت سلسلہ کا شوق رکھنے والے احباب کے لئے یہ نادر موقعہ ہے۔

۱۔ انگلش ایم اے کم از کم سیکنڈ ڈویژن۔ یا بی اے (آنرز) انگلش ٹرینڈ
۲۔ ایم ایس سی فزکس ؍ ؍ (ایم ایس سی فزکس اجو بی ایس سی فزکس معہ ریاضی ہو)

مندرجہ بالا دونوں صورتوں میں بی ایڈ یا بی ٹی۔ ایم اے اور ایم ایس سی کو ترجیح دی جائے گی درخواست دہندہ اپنے مکمل کوائف مع ڈگریوں کی فوٹوسٹیٹ کاپیاں اور TESTIMONIAL ارسال فرمائیں۔

(قائمقام وکیل التبشیر)

چارج مین (MEN)

تنخواہ۔ ۲۸۵ - ۱۵ - ۳۶۰ - ۲۰ - ۴۲۰

شرائط۔ بی ایس سی فزکس ریاضی) ڈپلوما ہولڈر مکینیکل انجنیرنگ

درخواستیں۔ ۹/۸ تک بنام چیف انسپکٹر آف آرمینٹس۔ پی او بکس ۱۴۔ راولپنڈی ارسال ہوں ۸/۱۵

(ناظر تعلیم ربوہ)

[redacted]

افروڈور
جرمنی کی ایک نادر دوائی

ذہنی پریشانی، کام کرنے کو جی نہ چاہنا، ذہنی کھچاؤ۔ چڑچڑاپن، جلد غصہ آجانا، ذہنی انتشار جلد تھک جانا، بے حد کمزوری۔ مردانہ بانجھ پن کے لئے!

جرمنی کی نئی افروڈور گولیاں بے حد مفید ہیں، استعمال کے ایک ہفتہ بعد آپ اپنے اندر ایک غیر معمولی طاقت اور تندرستی کا احساس پائیں گے،

۵۰ گولیوں کی قیمت علاوہ محصول ڈاک -/۱۵ روپے

شفا میڈیکو

سوداگران انگریزی ادویات چوک میو ہسپتال لاہور۔ فون ۶۳۶۹۳ / ۳۲۱۱

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار۔ کیل۔ پڑتل۔ چیل کافی تعداد میں موجود ہے ضرورت مند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں

گلوب ٹمبر کارپوریشن ٭ سٹار ٹمبر سٹور ٭ لائلپور ٹمبر سٹور

۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور فون نمبر ۶۲۶۱۸ — ۹۰ فیروز پور روڈ لاہور — راجباہ روڈ لائلپور فون نمبر ۳۷۰۸

ضرورت ہے

ربوہ میں ایک کارخانہ کے لئے چند خرادیوں اور فٹروں کی ضرورت ہے تنخواہ کام کے مطابق معقول دی جائے گی۔ ضرورت مند احباب اپنی درخواستیں اپنے حلقہ کے صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ بھجوا دیں

ای۔ آئی۔ معرفت مینیجر الفضل۔ ربوہ

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (مینیجر)

ہمدرد نسواں (ٹھیکر کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس ۱۴ روپے

تزکیۂ نفس کی تکمیل کیلئے اللہ تعالیٰ ملائکہ کتب سماوی اور تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے

جب تک عقیدہ اور عمل دونوں کی اصلاح نہ ہو انسان اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قرآن مجید کی آیت اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ الخ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اس آیت میں تزکیہ نفوس کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ پر اس کے ملائکہ پر اس کی کتابوں پر اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لانا مومن کا شعار قرار دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جب تک عقیدہ اور عمل دونوں کی اصلاح نہ ہو انسان اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مگر افسوس ہے کہ اتنی واضح آیت کے باوجود بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ نجات کے لئے صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آنا کافی ہے اس کے رسولوں اور کتابوں وغیرہ پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ اسی قسم کے خیالات ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی کے بھی تھے۔ اور انہی خیالات کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اخراج از جماعت کی سزا دی اور بڑے زور سے تحریر فرمایا کہ یہ عقیدہ اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ اسلام تمام رسولوں پر اور بالخصوص محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا نجات کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔

لانفرق بین احد من رسلہ میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ کسی ایک رسول کا انکار بھی انسان کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بنا دیتا ہے پس خواہ کوئی نبی تشریعی ہو غیر تشریعی پہلے زمانہ میں آچکا ہو یا آئندہ زمانہ میں آئے ہر ایک کا ماننا ضروری ہے بے شک مدارج کے لحاظ سے ان میں بڑا فرق ہے جس مقام پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اس مقام پر نہ موسیٰ علیہ السلام ہیں نہ عیسیٰ علیہ السلام اور نہ کوئی اور نبی۔ مگر جہاں تک نفس ایمان کا سوال ہے جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح بغیر کسی فرق کے موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء پر بھی ایمان لانا ضروری ہے اور اس لحاظ سے انبیاء میں کسی قسم کی تفریق پیدا کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح خدائی کلام پر عمل کرنے کے لحاظ سے بھی انبیاء میں کسی قسم کا کوئی امتیاز کرنا جائز نہیں۔ بے شک ان کے درجات مختلف ہوں لیکن ان پر کلام نازل کرنے والا چونکہ ایک ہی ہے اس لئے یہ فرق کرنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں کہ مثلاً فلاں نبی چونکہ درجہ میں بڑا ہے اس لئے اس پر نازل ہونے والے کلام کو تو ہم مانیں گے لیکن فلاں نبی چونکہ درجہ میں چھوٹا ہے اس لئے اس پر نازل ہونے والے کلام کو ماننا ہمارے لئے ضروری نہیں۔ اس قسم کا احمقانہ فرق کرنا ایسا ہی ہے جیسے مثلاً کوئی کہے کہ میرے افسر نے فلاں حکم چونکہ رجسٹری کے ذریعے نہیں بھیجا بلکہ عام ڈاک میں بھیجا ہے اس لئے میں نے اس کی تعمیل نہیں کی۔ کیا جاہل سے جاہل شخص بھی اس قسم کا عذر پیش کر سکتا ہے اور کیا اسے تسلیم کرنے کے لئے کوئی تیار ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر خدائی کلام کے متعلق یہ فرق کس طرح کیا جا سکتا ہے

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ہی مومنوں کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر یعنی وہ احکام الٰہیہ کی اطاعت میں ایک ذرا سی غفلت اور سستی بھی گوارا نہیں کرتے بلکہ ادھر اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہیں اور ادھر کہتے ہیں سمعنا واطعنا۔ اے ہمارے رب! ہم نے تیرا حکم سن لیا اور ہم اس کے دل سے فرمانبردار ہیں۔

غفرانک ربنا والیک المصیر۔ غفرانک دراصل اغفر غفرانک ہے یعنی غفرانک سے پہلے ایک فعل محذوف ہے اور معنے اس کے یہ ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بخشش سے حصہ دے چونکہ گذشتہ آیات میں تزکیہ نفس کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی گئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اب محمد رسول اللہ صلعم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے جو سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر کہنے والی ہے اور جس کا سر خدا تعالیٰ کے آستانہ پر ہر حالت میں جھکا رہتا ہے۔

حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحب رضؓ وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ربوہ۔ ۱۰ اگست۔ افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیمی اور مخلص صحابی حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مورخہ ۹ اگست ۱۹۶۵ء بروز دوشنبہ ۱۱ بجے قبل دوپہر بعمر قریباً ۹۰ سال لاہور میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا جنازہ ۹ اگست کی شام کو موٹر کار کے ذریعہ لاہور سے ربوہ لایا گیا رات کو ساڑھے ۸ بجے محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے احاطہ مسجد مبارک میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہل ربوہ کثیر تعداد میں شامل ہوئے بعد ازاں آپ کا جنازہ مقبرہ بہشتی لے جایا گیا آپ کے جسد خاکی کو صحابہ کے قطعہ خاص میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم جناب حافظ عبد السلام صاحب وکیل المال تحریک جدید نے دعا کرائی۔

حضرت ماسٹر صاحب مرحوم ۱۸۹۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے آپ کو ابتدائی زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرزا عزیز احمد صاحب مدظلہ کے اساتذہ میں شمولیت کا فخر بھی شرف حاصل ہوا۔ ہر چند کہ آپ خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت غیر مبائعین میں جا شامل ہوئے تھے تاہم ۱۹۲۲ء میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور اس طرح جماعت مبائعین میں پھر آ شامل ہونے کی توفیق بخشی جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ تادم آخر قائم رہے آپ ضعیف العمری کے باوجود سالہا سال سے افسر امانت تحریک جدید کے عہدہ پر فائز رہ کر خدمات بجا لا رہے تھے بہت نیک متقی پرہیزگار اور نماز روزہ کے پابند بزرگ تھے قرآن مجید بلند آواز میں اور پوری صحت کے ساتھ بہت جذبہ و جوش کے ساتھ پڑھا کرتے تھے چنانچہ قیام پاکستان کے بعد جلسہ سالانہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے قبل حضور کے ارشاد پر آپ ہی کہا تلاوت فرمایا کرتے تھے اور اسی طرح مشاورت میں بھی قرآن مجید کی تلاوت آپ ہی کے حصہ میں آتی تھی —— حضرت ماسٹر صاحب مرحوم کے پسماندگان میں چھ بیٹے اور دو بیٹیاں اور کثیر التعداد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت ماسٹر صاحب مرحوم رضؓ کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے نیز پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

کشمیری حریت پسندوں نے بھارتی سامراج کے خلاف اعلان جنگ کر دیا

بھارتی فوج اور حریت پسندوں میں جنگ چھڑ گئی

مظفر آباد ۱۰ اگست۔ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں نے مسلح بغاوت کر دی ہے اور ریاست میں متعدد مقامات پر زبردست لڑائی ہو رہی ہے۔ کل رات بھارتی کابینہ کے ساڑھے تین گھنٹے کے اجلاس کے بعد وزیر داخلہ گلزاری لال نندا نے اعلان کیا کہ ریاست میں صورت حال خطرناک ہے اور وہاں ہنگامی بنیاد پر بھارتی فوجوں کو کمک پہنچائی جا رہی ہے۔ کابینہ کا اجلاس وزیر اعظم شاستری کی قیام گاہ پر منعقد ہوا۔ جس میں تمام سینئر وزراء کے علاوہ فوج کے چیف آف جنرل سٹاف جنرل جے این چوہدری موجود تھے۔ اس اجلاس میں شرکت کے لئے وزیر دفاع مسٹر چاون مدراس کا دورہ ترک کر کے ایک خاص طیارے میں دہلی پہنچے تھے۔

کل رات حریت پسندوں نے مقبوضہ کشمیر کی حکومت اور بھارتی سامراج کا تختہ الٹنے کے لئے اپنی انقلابی کونسل قائم کر لی تھی اور ان کے اپنے خفیہ ریڈیو "صدائے کشمیر" نے بھی کام کرنا شروع کر دیا تھا آل انڈیا ریڈیو نے کل اپنی نشریہ میں ریاست کے اندر مسلح بغاوت کا اعتراف کر لیا لیکن اس نے واقعات کو ایک اور رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ریڈیو نے کہا کہ مسلح دستے وسیع پیمانے پر آزاد کشمیر کے علاقے سے مقبوضہ کشمیر میں داخل ہوئے ہیں یہ دستے پاکستان اور آزاد کشمیر کے فوجیوں پر مشتمل ہیں جو عام شہریوں کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ ریڈیو کے مطابق مقبوضہ کشمیر میں پچاس مقامات پر حملہ کیا گیا اور فوجوں سے تصادم میں متعدد "حملہ آور" ہلاک یا گرفتار کر لئے گئے۔

کابینہ کے ہنگامی اجلاس کے بعد بھارتی وزیر داخلہ نے اخباری نمائندوں سے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں بعض عناصر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں

ایک سرکاری ترجمان نے کہا کہ ریاست میں موجودہ گڑبڑ سوچی سمجھی سکیم کا نتیجہ ہے اور اس کی منصوبہ بندی بڑی محنت سے کی گئی تھی۔ آزاد کشمیر کے دارالحکومت میں سیاسی مبصرین نے بھارتی حکومت کے بیانات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح انہوں نے اس ملکی بغاوت کا اعتراف کر لیا ہے جو وادیٔ کشمیر اور جموں کے عوام نے بھارتی استبداد کے خلاف شروع کی ہے